ڈاکٹر گلنار بانو

استاد شعبہ اردو,جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی

خیبر پختونخوا میں تحقیق کی روایت.............. مطالعاتی تجزیہ

Dr. Gul Naz Bano

Associate Professor , Jinah College For Women University of Peshawar.

Research Tradition in khaiber Pakhtun Khawa

"Analytical Studies"

In this article the tradition of Research in Khyber Pakhtunkhwa has been presented. Khyber Pakhtunkhwa as compared to the other provinces has not only remained backward from educational point of view but law & order situation in this province has also remained instable.

Research is a kind of activity which needs full interest & concentration, which seems to be impossible in Khyber Pakhtunkhwa, keeping in view the conditions through which it has passed through, but even then research has taken place in Khyber Pakhtunkhwa. Preliminary research was carried out by Mir Waliullah, which is visible in his books Lisaan-ul-Ghaib" & Kasal-Karam" Later on other researchers carried out the research on different educational topics & promoted the culture of research in Khyber Pakhtunkhwa.

In this article attempt has been made to trace out the history of research in Khyber Pakhtunkhwa.

تحقیق کے لغوی معنی کھوج، تلاش، دریافت وتفتیش و چھان بین کے ہیں۔ جب کہ اس کے اصطلاحی معنی بھی اس سے الگ نہیں ہیں اصطلاح میں تحقیق کے معنی کسی علمی موضوع کے بارے میں ایسے کھوج لگانا کہ اس کی اصل شکل اس طرح نمایاں ہوجائے کہ کوئی ابہام نہ رہے نئے حقائق کی تلاش کی جائے یا معلوم حقائق کی ایسی نئی تفسیر پیش کی جائے کہ اس سے ہماری معلومات میں معتد بہ اضافہ ہو گویا تحقیق کا کام گمشدہ کڑیوں کو دریافت کرنا، حال کو بہتر بنانا اور مستقبل کو سنوارنا ہے۔

سائنس میں تحقیق ایجادات کا فریضہ ادا کرتی ہے جب کہ ادب میں تحقیق دریافت تک محدود ہے ادبی تحقیق میں نئی دریافت و بازیافت کے ساتھ پرانے اور موجودہ حقائق کو بھی از سرنو جانچا و پرکھا جاتا ہے بہت سی کتابیں مرورِ زمانہ کے ساتھ پردہ گمنامی میں چلی جاتی ہیں اور بہت سے حقائق لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں تحقیق ان کو منظر عام لاتی ہے گویا ادب میں تحقیق کا کام نہ صرف پوشیدہ حقائق کو سامنے لانا ہے بلکہ گمنام شخصیات و نادر کتب کی دریافت بھی ہے جو ماضی کا حصہ بن کر حال میں ناپید ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر وزیر آغا تحقیق کی کارگزاری سے متعلق لکھتے ہیں:۔

''تحقیق کا مطلب محض نئے مواد کی تلاش، متن کی تصحیح یا سنین کی درستی نہیں اس سے مراد محرکات کی تلاش اور تناظر کو نئی نئی شرح لائینوں کی مدد سے منور کرنا بھی ہے۔ مثلاً جب کوئی نقاد کسی مصنف یا صنف ادب کو اس کے زمانے کے تناظر میں رکھ کر دیکھتا ہے یا اس میں زمانے کی کروٹوں کو تلاش کرتا ہے وہ بھی محقق کا فریضہ انجام دیتا ہے۔''(۱)

ڈاکٹر وزیر آغا کے اس حوالے کے تناظر میں جب ہم خیبر پختونخوا میں ادبی تحقیق کی ابتداء کی کھوج لگاتے ہیں۔ تو تحقیقی تجزیہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہاں تحقیقی رجحان ورویہ بیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں ملتا ہے۔

خیبر پختونخوا اپنی تاریخ، تہذیب و ثقافت اور معاشرت میں منفرد پہچان رکھتا ہے یہ خطہ قدرتی حسن اور قدرتی وسائل سے مالا مال ہے یہاں کے باشندے محنتی جفاکش حریت پسند اپنی دھرتی اور مٹی کے لیے عظمت و وقار کا نشان رہے ہیں لیکن علمی و ادبی حوالے سے پسماندہ اور سیاسی بدامنی کا شکار رہے ہیں۔

تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کی جائے یا موجودہ دور کے تناظر میں دیکھا جائے یہ حقیقت ہے کہ یہاں کے باشندوں کو امن و چین اور ذہنی اور فکری سکون کبھی نصیب نہیں ہوا۔ تحقیق کے لیے فکری یکسوئی، ذہنی و قلبی سکون، وسعت علمی کی ضرورت ہوتی ہے محقق و نقاد اس وقت ہی تحقیق و تنقید کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا ثبوت دے سکتا ہے جب اسے مذکورہ وسائل میسر ہوں جبکہ خیبر پختونخوا کے علمی و ادبی، سیاسی و تاریخی، معاشرتی حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خطہ اول روز سے ہی نہ صرف علمی و ادبی حوالے سے پسماندگی کا شکار رہا ہے بلکہ سیاسی و تاریخی حوالے سے بھی یہ خطہ ہمیشہ ملک دشمن عناصر کے نرغے میں رہا۔ یہاں کے اہل علم و حرفہ کو یہاں کے سیاسی و معاشرتی حالات کی وجہ سے سکون قلب اور یکسوئی فکر نصیب نہ ہوئی۔ غیر مستحکم سیاسی حالات، تعلیم کی کمی، طباعت و اشاعت کی دشواریوں کے سبب یہاں ادب کو وہ فروغ نہیں ملا جو ملک کے دیگر علاقوں میں ملا تاہم وسائل کی کمی اور ناسازگار حالات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے یہاں کے اہل علم و نظر اور دانشور و حکما طبقے نے اس خطے کے علم و ادب سے اپنا رشتہ جوڑے رکھا اور اس کے فروغ میں پوری دیانتداری کا ثبوت دیا۔ اور یوں تحقیق کے میدان میں بھی انھوں نے اپنی کارگزاریوں کو پیش کیا۔

یہاں کے محققین میں میر ولی اللہ، ڈاکٹر سید عبداللہ، رضا ہمدانی، فارغ بخاری، طاہر فاروقی، شمس الدین صدیقی، خاطر غزنوی، پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر، پروفیسر ڈاکٹر صابر کلوروی اور ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے تحقیقی کارناموں سے انکار نہیں کیا جا سکتا انھوں نے نہ صرف خیبر پختونخوا بلکہ ملک گیر سطح پر اپنی تحقیق سے اس خطے کے ادب، ثقافت، تہذیب و معاشرت کو روشناس کروایا۔ ان کے علاوہ بعض دوسرے ایسے ادباء بھی ہیں جو بطور نقاد جانے جاتے ہیں لیکن ان کے مضامین و مقالات اور کتب میں تنقیدی بصیرت کے ساتھ تحقیقی شعور نمایاں ملتا ہے ان تمام محققین اور ناقدین کی تحقیقی کاوشوں کا مختصراً تجزیہ پیش کر کے اس مقالے میں خیبر پختونخوا میں تحقیق کی روایت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

میر ولی اللہ: ۱۸۸۷ء............۱۹۶۴ء

خیبر پختونخوا میں تحقیق کی روایت کی ابتداء میں اہم نام میر ولی اللہ کا ہے۔ میر ولی اللہ ادب سے لگاؤ رکھنے والے صاحب مطالعہ ادیب تھے۔ بنیادی طور پر آپ نے ایک شارح اور مفسر کے طور پر اپنی خدمات انجام دیں لیکن آپ کی تشریح و توضیح میں تحقیقی انداز ملتا ہے۔ لسان الغیب، کاس الکرام آپ کی ایسی تصانیف ہیں جن میں تحقیقی و تنقیدی صلاحیتوں کی کارفرمائی ملتی ہے۔

میر ولی اللہ کی پہلی کتاب ''لسان الغیب'' ہے جو پہلی دفعہ ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کے فارسی دیوان کی اُردو شرح ہے۔ جس کے ساتھ حافظ شیرازی کی مفصل سوانح عمری بھی لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں میر ولی اللہ نے یہ لکھا ہے کہ حافظ کے دیوان کے ترجمے اور شرحیں اُردو، فارسی، ترکی، بنگالی، پنجابی، انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں موجود ہیں۔ مگر ان میں اتنی خامیاں اور غلطیاں ہیں کہ قاری ان سے استفادہ نہیں اُٹھا سکتا میر ولی اللہ نے لسان الغیب میں تحقیقی انداز اپناتے ہوئے ایک تو اشعار کے تاریخی تسلسل کو پوری طرح واضح کیا اور دوسرے حافظ کی الحاقی غزلوں اور قطعات پر تحقیق کر کے ان کی بھی نشاندہی کی۔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:۔

> ''کاتبوں نے حافظ، سعدی اور سلمان کے دیوانوں کو بہت خلط ملط کیا ہے ہندوستان کے چھپے ہوئے بعض دیوانوں میں تو شیخ سعدیؒ کی غزلیں بھی موجود ہیں۔ پرانے قلمی نسخوں میں قطعات وغیرہ تو بالکل نہیں یا کہیں کسی نسخہ میں ایک دو نظر آتے ہیں مگر حال کے مطبوعہ دیوانوں میں ۵۷ صفحہ کے قریب ترکیب بند ساقی نامے، مثنویاں، ترجیع بند، قطعات، رباعیات اور قصائد پائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ متفرقات تمام یا قریباً دوسرے شاعروں کے لکھے ہوئے ہیں غلطی سے اور بعض دفعہ عمداً خاص وجوہات سے یہ الحاق کیا گیا ہے۔''(۲)

اس کے علاوہ حافظ شیرازی پر یورپ میں اس وقت تک شائع ہونے والی کتب کی فہرست بھی دیباچے میں دی ہے۔ حافظ سے متعلق جو فرضی اور من گھڑت واقعات و روایات قائم ہو گئیں تھیں ان کی تردید کے لیے مختلف تذکروں کا مطالعہ کیا اور ان تذکروں سے جو صحیح روایات واقعات ملے انہیں یکجا کر کے بیان کیا اُنہوں نے ایک محقق کی طرح ان تذکروں اور تواریخ کے نام بھی دیباچے میں لکھے ہیں جن سے انہوں نے استفادہ کیا تھا۔

میر ولی اللہ کی دوسری کتاب '' کاس الکرام'' ہے کاس الکرام عمر خیام کی رباعیات پر مشتمل کتاب ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۲۴ میں کاشی رام پریس لاہور سے چھپ کر ایبٹ آباد سے شائع ہوئی دوسری بار یہ کتاب ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں عمر خیام اور یورپ کے عنوان کے تحت میر ولی اللہ نے جو کچھ لکھا وہ ان کے تحقیقی تجزیے پر دلالت کرتا ہے۔ انہوں نے عمر خیام کی رباعیات کے مختلف تراجم کا ذکر کیا لیکن میر ولی اللہ کو اس بات کا افسوس ہے کہ تراجم انتہائی غلط ہیں اور انہی کی بنیاد پر یورپ میں عمر خیام کو شرابی، فاسق اور فاجر خیال کیا گیا۔ میر ولی اللہ لکھتے ہیں۔

> ''یہی حال حکیم صاحب (عمر خیام) کا ہے کہ کوئی تو ان کو رند کہتا ہے کوئی زاہد کوئی پکا مسلمان سمجھتا ہے اور کوئی ملحد۔''(۳)

چنانچہ اس کتاب میں میر ولی اللہ نے عمر خیام کی رباعیات کی تشریح کے ساتھ ان کی شخصیت کے حقیقی پہلوؤں کو بھی آشکارا کرنے کی سعی کی ہے۔ عمر خیام کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کرنے کے لیے میر ولی اللہ نے انتہائی تلاش و جستجو سے کام لیا ہے انہوں نے عمر خیام کی جائے پیدائش، تعلیم و تربیت، تصانیف، شاعری اور یورپ میں عمر خیام کے بارے میں مشہور غلط فہمیوں کا تفصیلی ذکر تحقیقی انداز میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ عمر خیام کے کلام میں الحاقی رباعیات کی نشاندہی بھی تحقیقی نقطہ نگاہ سے کی ہے۔

میر ولی اللہ کے ہاں تشریحی وتوضیحی رنگ ملتا ہے لیکن ان کے تحقیقی رجحان اور تنقیدی بصیرت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انہوں نے اپنے وسیع مطالعے اور گہری علمی رغبت سے اصل حقائق کی دریافت کے لیے محنت وکوشش کی ہے۔ان کے بیشتر تنقیدی وتحقیقی مضامین ،علامہ اقبال اور فلسفہ تصوف،اقبال میری نظر میں،تلمیحات اقبال مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ: ۱۹۰۶ء.................۱۹۸۶ء

خیبر پختونخوا کی دھرتی پر جنم لینے والوں میں ایک اہم شخصیت ڈاکٹر سید عبداللہ کی بھی ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیق وتنقید سے نہ صرف مشرقی ادبیات کو فروغ دیا بلکہ تحقیق وتنقید کے چلن کو ادبی حلقوں میں عام کیا۔ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات میں مثنوی نل ومن (ترتیب وتصحیح) شعرائے اُردو کے تذکرے اور فن تذکرہ نگاری، پاکستان میں اُردو کا مسئلہ،تحقیقی مقالات میں :تخلص کی رسم اور اس کی تاریخ،قدیم عربی تصانیف میں ہندوستانی الفاظ،شہرآشوب کی تاریخ، فارسی کے زیر سایہ زبان اُردو کی تدریجی ترقی ،اُردو کا دوسرا قدیم لغت نگار سراج الدین علی خان آرزو،اُردو زبان کی تعمیر میں مسلمانوں کا خاص حصہ،اُردو کی ادبی تحریکیں ۱۸۵۷ کے بعد،اوراُردو کی صلاحیتیں شامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے ان گنت تحقیقی وتنقیدی مقالات میں اپنی تنقیدی بصیرت اور تحقیقی شعور کے عملی نمونے پیش کیے ہیں۔لہٰذا نقد میر ہو یا ولی سے اقبال تک،مباحث ہو یا اشارات تنقید بحث ونظر ہو یا مسائل اقبال،میر امن سے عبدالحق تک ہو یا سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی نثر کا فنی وفکری جائزہ یا پاکستان میں اُردو کا مسئلہ یا تعلیمی خطبات غرض ہر کہیں تنقید اور تحقیق کے اتصال وامتزاج کی مثالیں ملتی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے تحقیق وتنقید کو سائنسی اسلوب عطا کیا تاریخی سچائیوں کی بالادستی قائم کی ریاضت اور ایثار کو تحقیق کا جزو لاینفک قرار دیا۔یہی وہ مشرقی انداز تحقیق ہے جو ڈاکٹر صاحب کے رگ وپے میں سمایا ہوا تھا۔ڈاکٹر صاحب اپنے تحقیقی نتائج کو منطقیانہ تیقن سے مالا مال کرنے کے لیے نہ صرف داخلی وخارجی شہادتوں سے کام لیتے تھے بلکہ معاصر ادیبوں کی تاریخ سے استفادہ بھی کرتے تھے۔ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی اسلوب عام فہم سیدھا سادہ ہے انہوں نے بھاری بھر کم الفاظ واصطلاحات سے اجتناب کیا وہ تقابلی انداز کی بجائے تشریحی وتوضیحی انداز سے بات کی وضاحت کرتے تھے چونکہ معلم تھے اس لیے مدرسانہ انداز نمایاں ہے۔

پروفیسر طاہر فاروقی: ۱۴ستمبر ۱۹۰۵ء..........۲۰ستمبر ۱۹۷۸ء

خیبر پختونخوا میں اُردو زبان وادب اور تحقیق وتنقید کے فروغ میں جامعہ پشاور شعبہ اُردو کلیدی کردار کا حامل رہا ہے۔ پروفیسر طاہر فاروقی اس شعبہ کے اولین معلمین میں سے تھے تعلیم وتعلم کے میدان میں لگ بھگ چالیس سال تک اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔اُردو زبان وادب کے لیے طاہر فاروقی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں بے شمار کتب آپ کی تصنیفات وتالیفات میں شامل ہیں۔آپ کی تصانیف میں سرکار دوعالم،سیرت اقبال،سوانح حیات مولانا محمد علی جوہر،سیرت امیر ملت ،نثر نگاری کا فن،اقبال اور محبت رسول، ہماری زبان مباحث ومسائل،تالیفات میں خیابان اقبال، پاکستان میں اُردو قابل ذکر ہیں۔

اقبال شناسی کے حوالے سے نہ صرف خیبر پختونخوا بلکہ تمام دنیائے ادب میں اپنی ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔۲۱اپریل ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کی وفات ہوئی ان کی وفات کے بعد حیات اقبال پر پہلی باقاعدہ کتاب آپ کی ''سیرت اقبال'' تھی جو جنوری ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئی اسکے بعد اس کتاب کے کئی ایڈیشن وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔اس کے علاوہ آپ کے بے شمار مقالے علامہ اقبال کے فکر ونظریات کی تفہیم کے حوالے سے اہم ہیں۔

طاہر فاروقی ۱۹۶۲ء میں شعبہ اُردو کے صدر کی حیثیت سے شعبہ کے ادبی مجلّہ خیابان کا اقبال نمبر شائع کروایا یہ نمبر بہت مقبول ہوا اس

کی افادیت کے پیش نظر اسے ۱۵ فروری ۱۹۶۶ء کو کتابی شکل میں خیابان اقبال کے نام سے دوبارہ شائع کیا گیا۔ خیابان اقبال میں طاہر فاروقی کے مضامین ''اقبال کا تصور وطنیت'' اور ''ساقی نامہ'' شائع ہوئے ان مضامین میں اپنے تحقیقی رویے سے اقبال کے تصورات ونظریات کو واضح کیا ہے۔

خیابان دانائے راز شعبہ اُردو پشاور یونیورسٹی اکتوبر ۱۹۷۷ء میں طاہر فاروقی کا مقالہ ''اقبال کا کلام قرآن کی روشنی میں'' شامل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے عمیق مطالعے اور تحقیقی بصیرت سے قرآن پاک کی آیات کو پیش کر کے، کلام اقبال کی دینی واسلامی فکر کو واضح کیا ہے۔ اقبال کی شاعری میں واحدنیت، خداوندی، حب رسول، افضلیت آدم، موت وحیات عمل وارتقاء کے جو نظریات ملتے ہیں ان کو فاروقی صاحب نے قرآنی آیات کے پس منظر میں بیان کیا ہے۔

ان کے تنقیدی مضامین میں بھی ان کا تحقیقی انداز نمایاں ملتا ہے۔ وہ ہر موضوع پر تلاش وجستجو اور چھان پھٹک کر بات کی تہہ تک پہنچنے کا ہنر جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تحقیقی مقالات میں منطقی استدلال، پر مغز اور مفید معلومات فراہم ہوتی ہیں۔

رضا ہمدانی: ۱۰ دسمبر ۱۹۱۰ء............۱۹۹۴ء

رضا ہمدانی کا ایک با مقصد محقق کی طرح اپنا ایک تحقیقی لائحہ عمل اور تحقیقی نقطہ نظر رکھتے تھے۔ وہ نقطہ نظر اپنے خطے کے ادب کے ابتدائی نشانات کی کھوج وتلاش ہے۔ اسی لیے ان کے تحقیقی رجحان میں نمایاں عنصر ماضی یا گذشتہ واقعات کی تلاش وجستجو ہے۔

رضا ہمدانی کی تحقیقی کاوشوں میں ادبیات سرحد (پشتو ادب)، پشتو افسانے، چاربیتہ، رزمیہ داستانیں، پٹھانوں کے رسم ورواج شامل ہیں۔ ادبیات سرحد (پشتو ادب): ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی۔ اُردو زبان میں ادبیات سرحد پشتو شاعری کی پہلی مبسوط تاریخی تحقیق ہے۔ اس کتاب میں پشتو زبان وادب، پشتو تاریخ وثقافت کا صدہا سالہ پس منظر موجود ہے۔ ادبیات سرحد میں رضا ہمدانی کا تحقیقی شعور واضح سامنے آتا ہے۔ رضا ہمدانی نے اپنے تحقیقی رجحان سے خیبر پختونخوا کی ادبی، لسانی ثقافتی وتاریخی حقائق کی ایک نئی دُنیا سامنے لائے ہیں۔

میر عبدالصمد: ۱۹۱۶............۱۹۸۳

ادیب صحافی نقاد ومحقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ موصوف کو مطالعہ اقبالیات سے خصوصی شغف رہا ہے۔ اسی لیے کوہاٹ کی علمی شخصیات میں اقبال شناسی کے حوالے سے آپ کا نام وکام معروف ہے۔ اقبالیات کے موضوع پر آپ کی دو کتابیں ''خوشحال واقبال'' ''اقبال وافغان آپ کے تنقیدی وتحقیقی رویے کی ترجمان ہیں۔ خوشحال واقبال پر آپ کو آدم جی ادبی انعام بھی ملا۔

فارغ بخاری: ۱۱ نومبر ۱۹۱۷ء............۱۴ اپریل ۱۹۹۷ء

فارغ بخاری کا شمار خیبر پختونخوا کے ممتاز ادباء میں ہوتا ہے انہوں نے ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی نثر میں تحقیق وتنقید، شخصیت نویسی، خاکہ نگاری رپورتاژ نگاری، افسانہ نگاری، کالم نگاری، خودنوشت نگاری غرض ہر صنف پر لکھ کر ذوق ادب کو تسکین بخشی۔

فارغ بخاری اور رضا ہمدانی خیبر پختونخوا کی ادبی تاریخ کے دو ایسے نام ہیں جن کے ذکر کے بغیر اس خطہ زمین کی ادبی تاریخ نامکمل ہے۔ اٹک کے اس پار، پٹھانوں کے رومان، پشتو شاعری، خوشحال خان خٹک کے افکار اور رحمان بابا کے افکار فارغ ورضا کی مشترکہ تحقیقی کاوشیں ہیں۔ ان کے علاوہ ماہنامہ سنگ میل پشاور فارغ ورضا کی مشترکہ ادارت میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۱ء تک نکلتا رہا ۱۹۵۰ء میں سنگ میل نے سرحد نمبر نکالا۔ جنوری ۱۹۵۰ء میں نیا مکتبہ پشاور نے اسے کتابی صورت میں شائع کیا۔ اس نمبر میں فارغ بخاری کا لکھا ہوا ''اداریہ'' اور مضمون ''سرحد میں اُردو'' ان کے ابتدائی تحقیقی مضامین ہیں۔

محقق کا کام صرف گمشدہ کڑیوں کی دریافت ہی نہیں بلکہ اپنی محققانہ فکر ونظر سے اصلیت کو بھی حقائق کے ساتھ بیان کرنا ہے۔سوفارغ نے اس تحریر میں اپنا یہ فرض بخوبی نبھایا سرحد نمبر کے مضمون (سرحد میں اُردو) فارغ کے تحقیقی اندازفکر کونمایاں کرتا ہے۔اس مضمون میں اُردواور ہندکو کی لسانیاتی ہم آہنگی کو بنیاد ٹھہرا کر ہندکو زبان جو کہ پنجابی سے مماثلت رکھتی ہے کواُردوزبان کی ابتدائی صورت کہا گیا ہے۔

۱۹۵۵ء میں فارغ بخاری کی کتاب ''ادبیات سرحد'' (جلدسوم اُردوادب) نیا مکتبہ سرحد پشاور نے شائع کی یہ ایسی تحقیقی کتاب ہے جس نے ایک طرف ادب کی تمام اصناف نظم ونثر کا احاطہ کیا تو دوسری طرف تخلیقی ذہن کو سامنے لانے میں بنیادی کام کیا فارغ بخاری نے اس کتاب میں آغاز سے جدید عہد تک ۱۳۳شعراء کا تعارف اور نمونہ کلام پیش کر کے اس خطے میں شعری تسلسل کی تاریخ رقم کی وہیں نثر کے ارتقاء سے جدید عہد تک نہ صرف نثر کی تاریخ مرتب کی بلکہ مختلف اصناف نثر پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے۔ادبیات سرحد ادبی وتحقیقی دونوں حوالوں سے خیبر پختونخوا کے ادب میں ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔اگر چہ کہ تحقیقی حوالے سے بعض حوالے کمزور ملتے ہیں۔تاہم ان کے تحقیقی کام کواس عہد کے تناظر میں رکھ کر دیکھا جائے تو پھر یقیناً ان کی اس کمزوری کونظر انداز کر کے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

فارغ بخاری کے محققانہ انداز وفکر کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ بات بغیر کسی شک وشبے کے کہی جاسکتی ہے کہ خیبر پختونخوا کی تحقیقی روایت فارغ بخاری کے ہاتھوں مستحکم اور مضبوط ہوئی ہے۔اس حوالے سے ادبیات سرحد مستند ذریعہ ہے۔

شفیع صابر: ۱۹۲۰ء............۲۰۰۵ء

آپ نے ایک محقق کے طور پر اپنی کتب تاریخ صوبہ سرحد اور شخصیات صوبہ سرحد میں خیبر پختونخوا کی تاریخ ،شخصیات اور زعماء و اکابرین کے کارناموں کومنظر عام لانے کی سعی کی ہے۔آپ نے اپنی تلاش وجستجو سے خیبر پختونخوا کے ارباب علم ودانش اوراسلاف کے کارناموں کو آنے والی نسلوں تک پہنچایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج بھی اگر کوئی محقق خیبر پختونخوا کی تاریخ یا شخصیات سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہے تو آپ کی کتب حوالے کے طور پر ان کی راہنمائی کرتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی: ۱۹۲۵ء

بہترین معلم ،سنجیدہ مقالہ نگار، نقاد ومحقق اور سچے اقبال شناس کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔آپ ساری زندگی علمی وادبی خدمت سرانجام دیتے رہے آپ کے تحقیقی وتنقیدی مقالے وقتاً فوقتاً ملک کے مختلف رسائل، یونیورسٹی جرنل ،خیابان شعبہ اُردو،قندمردان،فنون، سیارہ،قندیل،قومی زبان کراچی ،ماہ نوکراچی ،نگار کراچی ،نیرنگ خیال راولپنڈی میں شائع ہوتے رہے۔اپنے دورصدارت میں جامعہ پشاور میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی کلاسوں کا اہتمام کیا خود بھی ''مرزارفیع الدین سودا'' پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھ کر یونیورسٹی آف لندن سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔کتابی صورت میں آپ کا تحقیقی کام کلیات سودا کی تین جلدیں ہیں۔اس کے علاوہ ''تاریخ ادبیات مسلمانان ہند'' کی پانچ جلدوں میں آپ کے تحقیقی مقالے شائع ہوئے۔

''تاریخ ادبیات مسلمانان پاک وہند'' کی ساتویں جلد میں ''مرزامحمد رفیع سودا'' پر لکھا گیا مقالہ آپ کے تحقیقی مقالات میں ایک عمدہ مقالہ ہے یہ مقالہ ۳۴صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں ڈاکٹر صاحب نے پوری تفصیل سے سودا کے آباؤاجداد پیدائش، نام، پیشہ، رہائش، ملازمت،تصانیف اصناف شاعری اوراُردو زبان کی تعمیر میں ان کے کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔اس مقالے میں قدیم تذکروں کے علاوہ موجودہ دور میں سودا پر تحقیقی کام کو بھی ڈاکٹر صاحب نے پیش نظر رکھا۔سودا پر جواختلافی بحثیں ہیں جیسے سودا کے آباؤاجداد کابل سے ہیں یا

بخارا سے، اسی طرح سودا کے سال پیدائش پر بھی کافی اختلاف رہا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے ان تمام اختلافی باتوں کا محتاط انداز میں حوالوں کے ساتھ جواب لکھا ہے۔

پروفیسر شمس الدین صدیقی ماہر اقبالیات بھی تھے آپ نے علامہ کے نظریات وفن کا بہت عرق ریزی سے مطالعہ کیا اور ان پر سیر حاصل تبصرے کیے آپ نے علامہ اقبال کی فلسفیانہ موشگافیوں کی تشریح و توضیح مدلل انداز میں کی۔ اقبالیات کے موضوع پر آپ کے مقالات مختلف جرائد میں شائع ہوئے۔ آپ کے تحقیقی مقالات نے اُردو ادب کے دامن کو وسعت دی آپ نے غیر جانبداری، بے لاگ تبصروں، پر اعتماد انداز اور محققانہ نقطہ نظر سے اپنے موضوعات کو بیان کیا۔

خاطر غزنوی : ۵ نومبر ۱۹۲۵ء............۸ جولائی ۲۰۰۸ء

خاطر غزنوی نظم ونثر دونوں حوالوں سے اپنی شناخت رکھتے ہیں البتہ نثری ادب میں آپ کی خدمات زیادہ مستحکم و توانا ہیں۔ تنقید و تحقیق میں آپ کی تصانیف اُردو ادب میں تنقید کا بلند معیار پیش کرتی ہیں۔ اُردو زبان کا ماخذ ہندکو، ڈرامہ منزل بہ منزل، مرزا محمود سرحدی شخصیت و فن، سرحد کی رومانوی کہانیاں، جدید اُردو ادب، خیابان اقبال، داستان امیر حمزہ، ایک کمرہ، میں آپ کا تحقیقی شعور اور تنقیدی بصیرت نمایاں ملتی ہے۔ خاطر صاحب کے ہاں اپنی تاریخ اپنی تہذیب وثقافت سے محبت کا عنصر نمایاں ملتا ہے یہ محبت ہی انہیں ایک محقق کی نظر عطا کر کے اپنی تاریخ وثقافت کی جڑوں کو کھوجنے پر آمادہ کرتی ہے۔ چنانچہ سرحد کی رومانی کہانیاں ہوں یا داستان امیر حمزہ یا خوشحال خان خٹک کی شاعری کے تراجم ان میں بحیثیت محقق وہ اپنی تہذیب وثقافت کے ایسے حقائق سامنے لائے ہیں جو باقی لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھے

خاطر صاحب کے ہاں تحقیقی رجحان نمایاں ملتا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب ''ڈرامہ منزل بہ منزل'' میں اپنے تحقیقی شعور اور وسیع مطالعہ سے ڈرامے کے فن اور اس کے ارتقاء کا تاریخی جائزہ انتہائی عرق ریزی اور تحقیقی جانفشانی سے کیا ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے نہ صرف اپنی تحقیق کو پیش کیا ہے۔ بلکہ ڈرامے کے فن اور تاریخ سے متعلق ومشرقی ومغربی ناقدین و محققین کی آراء کو بھی حوالے کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ ایک محقق کی طرح حقائق کی کھوج لگاتے ہیں اور پھر ایک ناقد کے ان حقائق کو پرکھ کر نتائج اخذ کرتے ہیں۔ اپنی تہذیب وثقافت کی نمائندگی کے ساتھ خیبر پختونخوا کی ادبی ولسانی تاریخ کے پوشیدہ اور نامعلوم گوشوں کو اپنی تحقیق سے آشکارا کیا ہے۔ جیسے اپنی تحقیقی کتاب ''اُردو زبان کا ماخذ ہندکو'' میں اُردو زبان سے متعلق انہوں نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ خیبر پختونخوا میں بولی جانے والی زبان ہندکو اُردو زبان کی مولد ہے۔ وہ کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

> ''ان تاریخ وار ادوار کی روشنی میں ہندکو کی چھان بین مناسب اور سائنٹیفک ہوگی کہ ہماری تحقیق کا محور ومرکز یہی لفظ اور یہی زبان ہے۔''

چنانچہ بحیثیت محقق کارپوری جانفشانی سے اول ہندکو زبان کا جغرافیائی جائزہ پیش کیا پھر اس زبان کا تاریخی پس منظر اور دوسری زبانوں سے اس کے تعلق کو ظاہر کرنے کے بعد ہندکو زبان سے اُردو زبان کے منبع ومخرج کو تلاش کر کے یہ ثابت کرنی کی سعی کی کہ ہندکو زبان سے ہی اُردو زبان کا وجود عمل میں آیا۔ خاطر صاحب نے باقاعدہ تاریخی حقائق دلائل و براہین سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

آپ کے بے شمار تنقیدی وتحقیقی مقالات ملک کے مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ کے ان مقالات میں تحقیق وتنقید کا خوشگوار امتزاج ملتا ہے۔ آپ کے بحر علم اور تحقیقی شعور سے بے شمار طلبا و طالبات مستفید ہوئے ہیں۔ متعدد ایم فل اور پی ایچ ڈی

کے تحقیقی مقالات آپ کی زیرنگرانی مکمل ہوئے ہیں

شررنعمانی: ۷فروری ۱۹۳۰ء.........۱۹ستمبر ۱۹۷۹ء

شررنعمانی بحیثیت ایک نقاد اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ان کے تنقیدی مضامین کی کتاب ''تائید وتردید'' ہے کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔کہ ان مضامین میں تنقید وتحقیق کا امتزاج ملتا ہے۔اس کتاب کا مضمون ''رام پور کے لوک گیت'' ان کی محققانہ تلاش وجستجو پر مبنی ہے۔اس مضمون میں اول الذکر رام پور کی تاریخ کو اپنی تحقیقی بصیرت سے اجاگر کیا پھر رام پور کے لوک گیتوں چار بیتہ ،ملھاریں، برساتیاں، رخصتی کے گیت، زچہ گیری وغیرہ پر معلومات افزا تجزیہ اس طرح کیا کہ ان گیتوں سے منسلک تہذیب، وثقافت کو بھی بیان کر دیا۔تائید وتردید میں شامل مضامین میں ''مراثی انیس میں غیر مقامی اور غیر تاریخی عناصر'' میں بھی تحقیقی وتنقیدی رویہ ملتا ہے۔

شررنعمانی کا لکھا ہوا مضمون ''علاقہ سرحد میں اُردو'' ایک جامع مانع تحقیقی مقالہ ہے جو شعبہ اُردو پشاور یونیورسٹی کے ادبی مجلّے خیابان خاص نمبر اُردو زبان وادب کا پاکستانی دور ۱۹۴۷ تا ۱۹۶۴ میں شائع ہوا۔اس مقالے کے مطالعے سے خیبر پختونخوا کے ادب، ادبی شخصیات، ادبی تحریکوں، ادبی رسائل سے متعلق معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ان کے تنقیدی وتحقیقی مضامین جو وقتاً فوقتاً مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- ☆ جدید اُردو شاعری کی تحریک اور اقبال...... خیابان دانائے راز شعبہ اُردو پشاور یونیورسٹی (شمارہ۔۹) اکتوبر ۱۹۷۷ء
- ☆ غالب کے خاص تصورات وافکار خیابان (غالب نمبر) شمارہ ۶ شعبہ اُردو (۱۹۶۹)
- ☆ میرانیس کے مرثیوں میں غیر مقامی اور غیر تاریخی عناصر خیابان (انیس نمبر) شمارہ ۸ شعبہ اُردو (۱۹۷۴)

محمد موسیٰ خان کلیم: ۱۰ جنوری ۱۹۱۰ء......۱۶ دسمبر ۱۹۷۴ء

آپ ۱۹۱۰ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے اسلامیہ کالج میں انگریزی ادب کے پروفیسر کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔کئی برس تک شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔آپ علم دوست وعلم نواز ادیب تھے۔غالب اور اقبال آپ کے مطالعے کا خصوصی محور و مرکز تھے۔غالب کی شخصیت اور فن پر آپ کی کتاب ''مقام غالب'' ہے۔یہ کتاب نومبر ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی۔۲۵۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں آپ نے غالب کی شخصیت اور فن شاعری پر انتہائی عمیق ناقدانہ ومحققانہ تجزیے کیے ہیں۔اس کتاب کے مضامین کچھ فن کے بارے میں، اُردو شاعری کا پس منظر، غالب کا ماحول اور معاصرین، میں آپ کا تحقیقی رجحان نمایاں ہے۔بلاشبہ تنقید اور تحقیق کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔تنقید تحقیق اور تحقیق تنقید کے بغیر بہتر نتائج کا استخراج نہیں کر سکتی موسیٰ خان کلیم کی تنقید میں تحقیق ملتی ہے۔

پروفیسر یونس شاہ: ۱۹۳۲ء

آپ ہری پور میں پیدا ہوئے آپ کی غیر سندی تحقیقی کاوشوں میں ''تذکرہ نعت گویان اُردو'' ہے۔یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ابتداء میں آپ نے عربی وفارسی کی نعتیہ روایت کو بیان کیا ہے اور پھر اُردو شاعری میں اس روایت کا آغاز وارتقاء پر محققانہ بصیرت سے روشنی ڈالی ہے۔نعت گوئی کے ارتقائی سفر کے بیان میں آپ نے نعت گو شعراء کو زمانی اعتبار سے ترتیب وار پیش کیا ہے۔آپ نے اس جائزے میں اسناد وحوالوں کا خاص خیال رکھا ہے۔آپ نے اپنی محققانہ بصیرت اور ناقدانہ تجزیوں سے اُردو ادب میں نعت گوئی کی تاریخ جامع ومانع انداز میں مرتب کر کے تحقیقی حوالے سے ایک اہم فریضہ سرانجام دیا ہے۔اس کے علاوہ ''مرزا محمود سرحدی کی شخصیت اور فن'' پر بھی آپ نے

تحقیقی کام کیا ہے پروفیسر یونس شاہ کوان کے اس تحقیقی کام پر ''اللہ بخش یوسفی ایوارڈ'' سے بھی نوازا گیا ہے۔

مختار علی نیر: ۱۶ اگست ۱۹۳۳ء......۹ جون ۲۰۰۹

مختار علی نیر کی کتاب تاریخ زبان ہندکو تحقیقی حوالے سے ایک اہم کوشش ہے۔انہوں نے اپنے وسیع مطالعے اور برصغیر کے تاریخی و سیاسی واقعات کا بغور مطالعہ کر کے ہندکو زبان کی قدامت واولیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

فقیر حسین ساحر اس کتاب کے فلیپ پر لکھتے ہیں:۔

> ''مختار علی نیر گذشتہ بیس برس سے ہندکو زبان و ادب کی تاریخ لکھنے کے لیے تلاش و تحقیق میں مصروف رہے ہیں۔ان بیس برسوں میں انہوں نے اس زبان سے متعلق کوئی علاقہ اور کوئی کتاب نہیں جس کا انہیں معلوم ہوا۔اور یہ وہاں نہ پہنچے ہوں۔''

ایک محقق کی طرح اپنے موضوع سے دلچسپی ولگن رکھتے ہوئے۔ ہندکو زبان کی ابتداء کی کھوج لگانے کی سعی کی ہے۔انہوں نے بغیر کسی حرص ولالچ اور انعام وستائش کے اپنے ذاتی وسائل واخراجات پر یہ علمی و تحقیقی خدمت سرانجام دی ہے۔اس سلسلے میں وہ خود لکھتے ہیں۔

> ''تاریخ زبان ہندکو میری سالہا سال کی کھوج، تحقیق اور جستجو کا نچوڑ ہے مگر نہایت ہی مختصر کاوش اس گرانی کے دور کے ساتھ ساتھ میرے وسائل محدود نہ ہوتے تو میں ایک ضخیم کتاب پیش کرتا۔''(۴)

تاریخ زبان ہندکو کے علاوہ ہندکو ضرب المثل کی تلاش وجستجو کر کے ''متلان'' کے نام سے کتاب مرتب کی، ہندکو گرائمر پر مبنی ہندکو قواعد بھی شائع کروائی ہے اپنی تحقیق سے ہندکو کے بارہ ہزار الفاظ پر مشتمل لغت (خزانہ) کے نام سے مرتب کی جو زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔

پروفیسر اشرف بخاری: اکتوبر ۱۹۳۴ء..................۲۰۰۵ء

پروفیسر اشرف بخاری اپنی ذات میں علم و دانش کے پیکر تھے۔ وہ ہمہ جہت شخصیت رکھتے تھے۔شاعر، ادیب، کالم نگار مترجم، معلم اور نقاد و محقق بھی تھے۔صاحب مطالعہ شخص تھے ڈوب کر مطالعہ کرتے تھے جو پڑھتے اسکا تجزیہ کرتے اور بیان کرنے کا کمال بھی رکھتے تھے فارسی، عربی، اُردو اور انگریزی زبان وادب کے علاوہ علم وفقہ وحدیث پر بھی دسترس تھی پشتو، ہندکو اور پنجابی زبانیں بھی جانتے تھے جن ادباء نے سنجیدہ فکری نثری ادب کی طرف توجہ دی ان میں اہم نام اشرف بخاری کا بھی ہے۔آپ کی تصنیف وتالیف میں کالم نگر، مکتوبات مودودی اور (ترجمہ میں رینے گینوں کی سوانح کا اُردو ترجمہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ آپ کے تنقیدی مقالات وقتاً فوقتاً مجلّہ ''قند'' اور خیابان میں اشاعت پذیر ہوتے رہے۔ان مقالات میں ادب وادیب اور نئے تقاضے، فارغ بخاری ایک مطالعہ، ناخن کا قرض، شیشہ ساعت ان کی تنقیدی فکر اور تحقیقی رویے کو ظاہر کرتے ہیں وہ ایک صاحب فکر نقاد محقق تھے۔

احمد پراچہ پیدائش: ۱۹۳۶ء

خیبر پختونخوا کے جنوبی اضلاع میں خطہ کوہاٹ اپنی تہذیب وثقافت علمی وادبی حوالے سے نمایاں پہچان رکھتا ہے یہاں کی علمی و ادبی شخصیات میں ایک نام احمد پراچہ کا ہے۔آپ ایک ناول نگار، افسانہ نویس اور صحافی ہونے کے علاوہ نقاد و محقق بھی ہیں۔اگر چہ کہ احمد پراچہ کی علمی استعداد زیادہ نہیں ہے لیکن تحقیق وجستجو کا ذوق وشوق آپ کی طبیعت میں فطرتاً موجود ہے تاریخ کوہاٹ اور کوہاٹ کا ذہنی ارتقاء آپ کی تحقیقی کتب ہیں کوہاٹ کا ذہنی ارتقاء پر آپ کو پاکستان رائٹرز گلڈ کی طرف سے ۸۵۔۱۹۸۴ء میں آدم جی ادبی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔آپ نے اس کتاب میں کوہاٹ کی ادبی تاریخ کو مرتب کرنے کے لیے محققانہ جانفشانی کا ثبوت دیا ہے۔انتہائی محنت اور تلاش وجستجو

سے کوہاٹ کے ۱۳۰ شعراء وادباء کے سوانحی کوائف اور ان کے فن پر تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔ اور ساتھ شعراء کے کلام کے نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ احمد پراچہ کی یہ دونوں کتابیں کوہاٹ کی علمی وادبی۔ جغرافیائی تاریخی وثقافتی حوالوں سے وافر معلومات مہیا کرتی ہیں۔

ممتاز منگلوری پیدائش: ۲۴ اپریل ۱۹۳۷...... یکم جنوری ۲۰۱۱

اصل نام اورنگزیب قلمی نام ممتاز منگلوری، ڈاکٹر ممتاز منگلوری کی شناخت ٹیکسٹ بک بورڈ، درسی کتب اور نصابات کی ترویج کے حوالے سے رہی ہے۔ لیکن ان کی علمی وتحقیق خدمات بھی گراں قدر ہیں۔ بحثیت محقق آپ نے متنی تصحیح کے حوالے سے اہم کام سرانجام دیئے ہیں۔ اپنی تحقیق سے میرامن کی داستان باغ و بہار کا اصلی نسخہ تلاش کر کے متن کی تفہیم، حواشی اور مقدمہ لکھ کر میرامن کی داستان گوئی کے فن پر ناقدانہ تجزیہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی کتاب شرر کے تاریخی ناولوں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ میں اپنی محققانہ بصیرت افروزی سے ناولوں کے اصل متون مرتب کر کے شرر کی ناول نگاری پر تجزیہ وتبصرہ کیا ہے۔ آپ نے اپنی محققانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ڈاکٹر سید عبداللہ کے علمی وادبی مضامین مقالات وخطبات کو تلاش کر کے یکجا صورت میں ''سوغات'' نامی کتاب بھی شائع کی ہے۔ بلاشبہ آپ ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ محقق ونقاد کا مرتبہ بھی رکھتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر: ۲ جنوری ۱۹۴۰ء

ڈاکٹر ایوب صابر خیبر پختونخوا کی علمی شخصیات میں ایک نمایاں نام ہے۔ خصوصاً اقبالیات کے محققین میں منفرد وممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ شعبہ اقبالیات میں اپنی تحقیقی وعلمی سرگرمیوں سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کلام اقبال سے محبت ورغبت ان کی رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے۔ اپنی تصانیف میں انہوں نے اقبال فہمی واقبال شناسی سے اسی بات کا ثبوت دیا ہے۔ اقبالیات اور دیگر موضوعات پر مندرجہ ذیل کتب تصنیف ومرتب کر چکے ہیں: ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ''، ''معترضین اقبال''، ''اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ''، ''اقبال کی فکری تشکیل اعتراضات اور تاویلات کا جائزہ''، ''تصور پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ''، ''اقبال کا اُردو کلام: زبان و بیان کے چند مباحث''، ''پاکستان شاعری: ایبٹ آباد شعراء''، ''اُردو کی ابتداء کے بارے میں محققین کے نظریات''، ''انتخاب خطوط غالب''، ''ادبستان ہزارہ''، ''پاکستان میں اُردو کے ترقیاتی ادارے''، ''علامہ اقبال کا تصور اجتہاد: مجموعہ مقالات''۔

ڈاکٹر ایوب صابر کی پہلی تحقیقی کتاب ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' ہے۔ جو دراصل آپ کے ایم فل کے مقالے ''اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ'' پر نظر ثانی کے بعد اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اقبال دشمنی ایک مطالعہ میں ڈاکٹر صاحب نے علامہ اقبال کی شخصیت، شاعری اور افکار پر لکھی جانے والی 9 عدد معترضانہ ومعاندانہ کتب کا تفصیلی تحقیقی تجزیہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے علامہ اقبال پر کئے گئے اعتراضات، اور لگائے گئے الزامات کا پوری شرح وبسط کے ساتھ مدلل تنقیح وتردید کی ہے۔ جبکہ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے ''علامہ اقبال کی شخصیت وفن پر اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی تجزیہ'' کو اپنے ضخیم ومبسوط اور عمیق ومحققانہ مطالعہ کا موضوع بنایا۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے کے بعد اس موضوع کے مختلف اجزاء کو کتابی صورت میں شائع کروایا۔ ان کتب کے نام درج ذیل ہیں

۱۔ معترضین اقبال
۲۔ اقبال کی شخصیت پر اعتراض کا جائزہ
۳۔ اقبال کا اُردو کلام: زبان وفن پر اعتراضات کا جائزہ
۴۔ اقبال کی فکری تشکیل: اعتراضات اور تاویلات کا جائزہ
۵۔ تصور پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ۔
۶۔ اقبال کے فہم اسلام پر اعتراضات کا جائزہ (زیرطبع)

اقبال مخالف لٹریچر کا تحقیقی وتنقیدی تجزیہ انتہائی ژرف بینی کا متقاضی کام ہے ڈاکٹر صاحب نے توازن واعتدال سے تنقید کے خاص معیار کو برقرار رکھتے ہوئے اصل نتائج کا استخراج کیا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے علامہ اقبال کے لسانی، مذہبی، سیاسی، معاشرتی پہلوؤں پر جو اعتراضات کیے گئے ان کو اپنے گہرے مطالعے ومشاہدے سے تجزیاتی کسوٹی پر پرکھا اور پھر ان غلط بے بنیاد تاویلات کو اپنی علمی بصیرت سے غلط ثابت کیا۔ بلا شبہ ان کے جوابات ان کے وسیع مطالعہ اور دیگر علوم سے آگاہی کا نتیجہ ہیں۔ ڈاکٹر ایوب صابر نے تحقیق اقبالیات میں بڑی جانفشانی، عرق ریزی اور دلائل و براہین سے دفاع اقبال کیا یوں اپنی قومی اخلاقی و اقبالیاتی ذمے داری کو بخوبی نبھایا۔ڈاکٹر صاحب کو ان کی علمی وتحقیقی خدمات پر قومی صدارتی علامہ اقبال ایوارڈ اور صدارتی اعزاز برائے حسن کارکردگی سے نوازا گیا ہے۔

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان: ۴ جنوری ۱۹۴۲ء......۱۲ اپریل ۲۰۱۱ء

ڈاکٹر صاحب کثیر الجہت شخصیت کے مالک تھے آپ کی شخصیت کی ایک نمایاں جہت تحقیق کار ونقاد کی ہے۔آپ کی تحقیقی وتنقیدی کتب میں داستان تاریخ رپورتاژ نگاری علی شریعتی اقبال شریعتی، اقبال اور مشرقی، دو اقبال، دو پاکستان، نظیر اکبر آبادی تنقیدی مطالعہ، نذر نیاز، نگارشات، عسکری میراجی ساختیات، مضامین رفتہ و گذشتہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب میں ایک محقق کی لگن، جوش وجذبہ جرات و بے باکی اور ایک نقاد کی بالغ نظری، عمیق بصیرت مشاہداتی قوت بدرجہ اتم ملتی ہے۔محنت کوشش اور مسلسل کام کو ہی آپ نے اپنی زندگی کا وطیرہ بنائے رکھا۔

ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی موضوعات میں تنوع ہے۔آپ نے اصناف، شخصیات افکار ونظریات کے حوالے سے تحقیق کی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحقیقی کاوشوں میں سماجی ومعاشرتی، علمی ادبی ونظریاتی موضوعات ملتے ہیں۔آپ نے ایک فعال ومتحرک محقق کے اپنے ارد گرد رونما ہونے والے حقائق کو بے باکی وجرات سے بے نقاب کیا ہے۔ایک سماجی حقائق نگار اور تجزیہ نگار کا بھی کردار ادا کیا ہے۔

بشیر احمد سوز: ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء

ہزارہ کی موجودہ علمی ادبی وتحقیقی سرگرمیوں میں بشیر احمد سوز کا نام نمایاں ہے۔تحقیق وتدقیق کے شعبے میں آپ خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔آپ کی تحقیقی کاوشوں میں (ملا رموزی موجد گلابی اُردو ۲۰۱۲ء) ہزارہ میں ہندکو ادب کی تاریخ (حصہ اول) ہزارہ میں ہندکو ادب کی تاریخ (حصہ دوم) ہزارہ میں نعت، اقبال اور ہزارہ، ہزارہ میں اُردو زبان وادب کی تاریخ شامل ہیں۔''ہزارہ میں اُردو زبان وادب کی تاریخ'' آپ کی تحقیقی کاوشوں میں اہم کاوش ہے۔اس کتاب کو ادبیات ہزارہ مرکز تحقیق واشاعت نے جون ۲۰۱۰ء میں شائع کیا۔ ۱۱۳۷ صفحات پر مشتمل اس ضخیم کتاب میں آپ نے تحقیقی جانفشانی اور عرق ریزی سے خطہ ہزارہ کی ادبی تاریخ کو مجتمع ومرتب کیا ہے۔کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔حصہ نظم، حصہ نثر۔حصہ نظم میں قدیم وجدید تمام شعراء کے کلام کے نمونوں کے ساتھ ان کی مختصر حالات زندگی کو بھی بیان کیا ہے۔حصہ نثر میں ہزارہ کے محققین وناقدین، مصنفین، ناول، افسانہ، سوانح، انشائیہ، خاکہ نگاروں اور تاریخ نگاروں کی نہ صرف تصانیف کو پیش کیا بلکہ ان کے فن کا تجزیہ بھی کیا ہے۔

بلاشبہ بشیر احمد سوز نے ہزارہ میں اُردو زبان وادب کی تاریخ مرتب کر کے خطہ ہزارہ کی علمی وادبی شخصیات اور ان کی تخلیقات کو ملک گیر سطح پر روشناس کروا کے ایک محقق کی ذمہ داری کو نبھایا ہے۔آپ کی علمی وتحقیقی خدمات پر آپ کو اگفا ایوارڈ۔سرحد عبدالرب نشتر ایوارڈ۔ جسٹس کیانی ایوارڈ مل چکے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر صابر کلوروی: ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۹ء............۲۲ مارچ ۲۰۰۸ء

خیبر پختونخوا کی تحقیقی روایت کو مضبوط و مستحکم کرنے والوں میں ایک اہم نام پروفیسر ڈاکٹر صابر کلوروی کا ہے۔ آپ علم دوست اور محقق مزاج انسان تھے تحقیق کا مادہ آپ کی رگ و پے میں رچا بسا ہوا تھا۔ اُردو زبان وادب کے فروغ اور تفہیم اقبالیات کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔ ڈاکٹر صابر کلوری ایک بامقصد محقق تھے آپ کی تحقیق کا بنیادی مقصد شاعر مشرق کی حیات وافکار کے اصل حقائق کی افہام و ترسیل کرنی تھی۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتب یاد اقبال، داستان اقبال، اقبال کے ہم نشین، اشاریہ مکاتیب اقبال، کلیات باقیات شعر اقبال اُردو، تاریخ تصوف اقبال لکھیں۔

ڈاکٹر صابر کلوری نے خیبر پختونخوا میں علامہ اقبال کے حوالے سے جو تحقیق ہوئی ہے۔ اس کا جائزہ بھی بڑے عمیق مطالعے و مشاہدے سے کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے دو مضامین ''صوبہ سرحد کی علاقائی زبانوں میں اقبال شناسی کی روایت کا جائزہ'' (اخبار اُردو اگست ۲۰۰۳) اور ''صوبہ سرحد میں اقبال شناسی کی روایت'' (خیابان نوادر اقبال ۲۰۰۳) قابل مطالعہ ہیں۔

سابقہ دور کی نسبت موجودہ حالات و ترجیحات کی بناء پر خیبر پختونخوا کے علمی اداروں میں تحقیقی رجحان و رویہ زیادہ فروغ پاچکا ہے۔ سندی تحقیق کے حوالے سے بے شمار سکالرز مختلف موضوعات پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ اُمید غالب ہے کہ موجودہ دور کے یہی سکالرز و دانشور اپنی تحقیقی ذوق و جستجو سے خیبر پختونخوا کی تحقیقی روایت میں خوشگوار اضافہ کریں گے۔

حواشی

۱۔	وزیر آغا	روداد سیمینار اصول تحقیق	صفحہ نمبر ۱۲۲
۲۔	میر ولی اللہ	لسان الغیب جلد اول (سوانح عمری)	صفحہ نمبر ۵۳۔۵۴
۳۔	میر ولی اللہ	کاس الکرام (طبع دوم)	صفحہ نمبر ۴
۴۔	مختار علی نیرّ	تاریخ زبان ہندکو	صفحہ نمبر ۱۰

کتابیات

مصنف/مرتب	کتاب	ناشر	سن اشاعت
احمد پراچہ	کوہاٹ کا ذہنی ارتقاء	خورشید انجم پراچہ ثاقب کوہاٹی	۱۹۸۷ء
	تاریخ کوہاٹ	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی کینٹ	۱۹۹۷ء
	زیتون بانو فن اور شخصیت	مکتبہ ارژنگ پشاور	۱۹۸۴ء
اشرف بخاری (سید)	کالم نگر	دارالتذکیر اُردو بازار لاہور	۲۰۰۴ء
اعجاز راہی	روداد سیمینار: اصول تحقیق	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	۱۹۸۶ء
	تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	۱۹۸۷ء
ایم سلطانہ بخش (ڈاکٹر)	اُردو میں اصول تحقیق جلد اول	ورڈ ویژن پبلیشرز	۱۹۸۶ء
	اُردو میں اصول تحقیق جلد دوم	ورڈ ویژن پبلیشرز	۱۹۸۹ء
ایوب صابر (ڈاکٹر پروفیسر)	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	نشریات لاہور	۲۰۰۸ء
	اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ	بیت الحکمت لاہور	۲۰۰۳ء

	معترضین اقبال	انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز نئی دہلی	۲۰۰۴ء
	کلام اقبال پر فنی اعتراضات (ایک جائزہ)	پورب اکادمی اسلام آباد	۲۰۱۰ء
	تصور پاکستان	نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد	۲۰۰۴ء
	ادبستان ہزارہ	بزم اہل قلم ہزارہ	۱۹۸۹ء
بشیر احمد سوز	اقبال اور ہزارہ	سرحد اُردو اکیڈمی قلندر آباد	۲۰۰۲ء
	ہزارہ میں اُردو زبان وادب کی تاریخ	ادبیات ہزارہ مرکز تحقیق واشاعت	۲۰۱۰ء
خاطر غزنوی	جدید اُردو ادب	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور	۱۹۸۵ء
	ڈرامہ منزل بہ منزل	تاج کتب خانہ پشاور	۱۹۹۶ء
	سرحد کی رومانی کہانیاں	لوک ورثہ قومی ادارہ اسلام آباد	۱۹۸۸ء
	ایک کمرہ	سنڈیکیٹ آف رائٹرز پشاور	۲۰۰۱ء
	اُردو زبان کا ماخذ ہندکو	فتح محمد ملک مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	۲۰۰۳ء
رضا ہمدانی	اٹک کے اس پار	نیا مکتبہ پشاور	س۔ن
	ادبیات سرحد پشتو ادب	نیا مکتبہ محلّہ خداداد پشاور	۱۹۵۳ء
	پشتو افسانے	گوشہ ادب لاہور	۱۹۶۱ء
	چاربیتہ	ادارہ لوک ورثہ اسلام آباد	۱۹۷۸ء
	رزمیہ داستانیں	ادارہ لوک ورثہ اسلام آباد	۱۹۸۱ء
	پٹھانوں کے رسم ورواج	ادارہ لوک ورثہ اسلام آباد	۱۹۸۶ء
	پشتو ادب	پنجابی ادبی بورڈ لاہور	۱۹۸۶ء
سید عبداللہ (ڈاکٹر)	نقد میر	آئینہ ادب لاہور	۱۹۵۸ء
	اشارات تنقید	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	۱۹۸۶ء
	مباحث	مجلس ترقی ادب لاہور	۱۹۶۵ء
	شعراء اُردو کے تذکرے	مکتبہ خیاباں لاہور	۱۹۶۸ء
شرر نعمانی	تائید وتردید	غنی سنز پرنٹرز پشاور	۱۹۷۶ء
شفیع صابر	شخصیات صوبہ سرحد	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور	س۔ن
	تاریخ صوبہ سرحد	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور	۱۹۸۶ء
صابر کلوروی	داستان اقبال	نشریات لاہور	۲۰۰۹ء
	اقبال کے ہم نشین	مکتبہ خلیل لاہور	۱۹۷۵ء
	تاریخ تصوف	مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور	۱۹۸۵ء
	اشاریہ مکاتیب اقبال	اقبال اکادمی لاہور	۱۹۸۴ء

	کلیات باقیات شعر اقبال	اقبال اکادمی لاہور	۲۰۰۴ء
طاہر فاروقی (محمد)	ہماری زبان مباحث و مسائل	انجمن ترقی اُردو کراچی	۱۹۹۶ء
	نثر نگاری کا فن	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور	۱۹۷۴ء
	سیرت اقبال	قومی کتب خانہ لاہور	۱۹۶۴ء
ظہور احمد اعوان (ڈاکٹر)	داستان تاریخ رپورتاژ نگاری	کرنل عنایت اللہ ادارہ علم و فن پشاور	۱۹۹۹ء
	علی شریعتی اقبال شریعتی	اشارات پبلی کیشنز کراچی	۱۹۹۴ء
	اقبال اور مشرقی	کرنل عنایت اللہ ادارہ علم و فن پشاور	۲۰۰۰ء
	دو اقبال	کرنل عنایت اللہ ادارہ علم و فن پشاور	۱۹۹۳ء
عبدالصمد خان (میر)	خوشحال و اقبال	یونیورسٹی بک ایجنسی	۱۹۶۰ء
	اقبال و افغان	یونیورسٹی بک ایجنسی	۱۹۹۰ء
عنایت اللہ فیضی (ڈاکٹر)	کھوار بول چال	فیض کتاب گھر چترال	۲۰۰۳ء
فارغ بخاری	ادبیات سرحد، (جلد سوم اُردو ادب)	نیا مکتبہ پشاور	۱۹۵۵ء
	سنگ میل سرحد نمبر	نیا مکتبہ پشاور	۱۹۵۰ء
	پشتو لوک گیت	نیا مکتبہ پشاور	۱۹۵۱ء
مختار علی نیرؔ	تاریخ زبان ہندکو	مکتبہ ہندکو زبان چرچ روڈ پشاور	۱۹۷۷ء
میر ولی اللہ	لسان الغیب (جلد اول)	اسلامیہ اسٹریگ پریس لاہور	۱۹۱۶ء
	کاس الکرام	دوست پبلیکیشنز اسلام آباد	۲۰۰۳ء
یونس شاہ	مرزا محمود سرحدی فن اور شخصیت	سرحد اُردو اکیڈمی ایبٹ آباد	۱۹۹۳ء